www.sunnitableegijamaat.com

۷۸۶
۹۲

بفیضِ کرم: تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت، قطب عالم، ہم شبیہ غوث اعظم
حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

www.sunnitableegijamaat.com

رویت ہلال کا شرعی حکم

www.sunnitableegijamaat.com

مرتب
خلیفۂ حضور مفتی اعظم سراج ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ سید سراج اظہر رضوی
بانی و سربراہ اعلیٰ دارالعلوم فیضان مفتی اعظم، پھول گلی ممبئی ۳

شائع کردہ: انجمن برکات رضا و سنی تبلیغی جماعت، پھول گلی ممبئی ۳

www.sunnitableegijamaat.com

۷۸۶/۹۲

رویت ہلال کاشرعی حکم

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لاتصوموا حتیٰ تروا الهلال ولا تفطروا حتیٰ تروه فان غم علیکم فاقدروا له وفی روایة قال الشهر تسع وعشرون لیلةً فلاتصوموا حتییٰ تروه فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلثین. ترجمہ:حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند نہ دیکھ لو افطار نہ کرو۔اور اگر ابر یا غبار ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس دن کی مقدار پوری کرلو۔اور ایک روایت میں ہے کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے،پس تم جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اگر تمہارے سامنے ابر یا غبار ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو۔(حوالہ بخاری ومسلم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ قول منجمیں نامقبول ونامعتبر است درشرع، واعتماد براں نتواں کرد وآں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحاب واتباع رضی اللہ تعالیٰ عنہم وسلف وخلف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بداں عمل نمودہ اندو اعتبار نہ کردہ اند۔یعنی:شرع میں نجومیوں کا قول نامقبول وغیر معتبر ہے،اس پر بھروسہ نہیں کرسکتے۔اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نیز سلف وخلف نے اس پر عمل نہیں کیا اور نہ اس کا اعتبار فرمایا۔

عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبی صلیٰ الله تعالیٰ علیه وسلم فقال انی رأیت الهلال یعنی هلال رمضان فقال اتشهد ان لا اله الا الله قال نعم. قال اتشهد ان محمداً رسول الله (صلی الله تعالیٰ علیه وسلم)

قال نعم قال یابلال اذّن فی الناس ان یصوموا غداً. ترجمہ:حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ایک اعرابی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں رمضان کا چاند دیکھا ہے حضور نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔عرض کیا ہاں،کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔اس نے کہا ہاں تو حضور نے ارشاد فرمایا اے بلال!لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں۔(ابوداؤد وترمذی ونسائی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دریں حدیث دلیل است برآں کہ یکے مرد مستور الحال یعنی آنکہ فسق او معلوم نہ باشد مقبول است خبر وے در ماہ رمضان وشرط نیست لفظ شہادت۔یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ایک مرد مستور الحال یعنی جس کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو اس کی خبر ماہ رمضان کے تعلق سے مقبول ہے لفظ شہادت کی شرط نہیں۔(اشعۃ اللمعات جلد۲ص۷۹)

اور ابوداؤد شریف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کا اس قدر تحفظ کرتے کہ اتنا اور کسی مہینہ کا نہ کرتے پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر ابر ہوتا تو تیس دن پورا کر کے روزہ رکھتے۔

انتباہ: چاند کے ثبوت کی چند صورتیں ہیں:

اول:چاند کی خبر۔۲۹رشعبان کو مطلع صاف نہ ہو تو ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی خبر سے رمضان مبارک کا چاند ثابت ہو جائے گا اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں باوصاف مذکورہ ایک شخص کا آبادی سے باہر کھلے میدان میں یا بلند مکان پر سے دیکھنا کافی ہے ورنہ ایک کثیر جماعت چاہئے جو اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے باقی گیارہ مہینوں کے چاند کے لئے مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں دو عادلوں کی گواہی ضروری ہے

www.sunnitableegijamaat.com

اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں اتنی بڑی جماعت درکار ہے کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً مشکل ہو۔ درمختار مع ردالمحتار جلد ۲ ص ۹۳ میں ہے: **قبل بلا دعویٰ وبلا لفظ اشهد وحكم ومجلس قضاء للصوم مع علة كغيم وغبار خبر عدلٍ اومستور لافاسق اتفاقاً. ملخصاً.** پھر اسی کتاب کے ص ۹۵ پر ہے: **قبل بلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبرهم. وصحح في الاقضية الاكتفاء بواحد ان جاء من خارج البلد اوكان على مكان مرتفع واختاره ظهير الدين.** اور بحر الرائق جلد دوم ص ۲۶۹ میں ہے: **اما في هلال الفطر والاضحیٰ وغيرهما من الاهلة فانه لايقبل فيها الا شهادة رجلين اور رجل وامرأتين عدول احرار غير محدودين كما في سائر الاحكام.**

دوم: شہادۃ علی الشہادۃ۔ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ جبکہ گواہان اصل حاضری معذور ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہان اصل میں سے ہر ایک دو آدمیوں میں سے کہیں کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے فلاں سن کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا۔ پھر ان گواہان فرع میں سے ہر ایک آکر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ انہوں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ۔ درمختار مع ردالمحتار جلد چہارم ص ۴۰۹ میں ہے: **الشهادة على الشهادة مقبولة وان كثرت استحسانا.** اور فتاویٰ عالمگیری جلد سوم مصری ص ۴۱۰ میں ہے: **ينبغي ان يذكر الفرع اسم الشاهد الاصل واسم ابيه وجده حتیٰ لو ترک ذالک فالقاضي لايقبل شهادتهما.**

سوم: شہادت علی القضا۔ یعنی کسی دوسرے شہر میں قاضی شرع یا مفتی کے سامنے

چاند ہونے پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا۔ اس گواہی اور حکم کے وقت دو شاہد عادل دار القضا میں موجود تھے انہوں نے یہاں آکر مفتی کے سامنے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں مفتی کے پاس گواہیاں گزریں کہ فلاں ہلال کی رویت فلاں دن کی شام کو ہوئی ہے اور مفتی نے ان گواہیوں پر ثبوت ہلال فلاں روز کا حکم دیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔

چہارم: استفاضہ۔ یعنی جس اسلامی شہر میں مفتی اسلام مرجع عوام و متبع الاحکام ہو کہ روزہ اور عیدین کے احکام اسی کے فتویٰ سے نافذ ہوتے ہوں۔ عوام خود عید و رمضان نہ ٹھہرا لیتے ہوں وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب بیک زبان خبر دیں کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھ کر روزہ ہوا یا عید کی گئی تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ لیکن صرف بازاری افواہ اڑ جائے اور کہنے والے کا پتہ نہ ہو۔ پوچھنے پر جواب ملے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں تو ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں۔ نیز ایسا شہر کہ جہاں کوئی مفتی اسلام نہ ہو یا ہو مگر نااہل ہو یا محقق اور معتمد ہو۔ مگر وہاں کے عوام جب چاہتے ہیں عید و رمضان خود مقرر کر لیتے ہیں جیسا کہ آج کل عام طور پر ہو رہا ہے تو ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی قابل قبول نہیں ہے۔ (فتاویٰ جلد چہارم ص ۵۵۳)

پنجم: اکمال عدت۔ یعنی جب ایک مہینہ کا تیس دن پورا ہو جائے تو دوسرے مہینہ کا چاند ثابت ہو جائے گا لیکن اگر ایک گواہ کی شہادت پر رمضان کا چاند مان لیا گیا اور اس حساب سے تیس دن پورے ہو گئے مگر مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو یہ اکمال عدت کافی نہیں بلکہ ایک روزہ اور رکھنا پڑے گا۔

جنتری سے چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے **لاعبرة بقول الموقتين ولو عدولا على المذهب.** اور شامی جلد دوم ص ۹۴ پر ہے۔ **لايعتبر قولهم بالاجماع ولايجوز للمنجم اي يعمل بحساب نفسه.**

www.sunnitableegijamaat.com

اخبار: اخبار سے بھی چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہوگا اس لئے کہ اخباری خبریں بسا اوقات گپ نکلتی ہیں اور اگر خبر صحیح ہوتو بھی بغیر ثبوت شرعی کے ہرگز قابل قبول نہیں ۔ کذا فی فتح القدیر (ردالمحتار جلد دوم ص ۹۷)

خط: خط سے بھی چاند کا ثبوت نہ ہوگا اس لئے کہ ایک تحریر دوسری تحریر سے مل جاتی ہے لہٰذا اس سے علم یقینی حاصل نہ ہوگا ۔ درمختار میں ہے ۔ لا یعمل بالخط. اور ہدایہ میں ہے ۔ الخط یشبه الخط فلا یعتبر.

تار اور ٹیلیفون: تار اور ٹیلیفون بے اعتباری میں خط سے بڑھ کر ہیں اس لئے کہ خط کم از کم کاتب کے ہاتھ کی علامت ہوتی ہے تار وٹیلیفون میں وہ بھی مفقود ۔ نیز جب گواہ پردے کے پیچھے ہوتا ہے تو گواہی معتبر نہیں ہوتی اس لئے کہ ایک آواز سے دوسری آواز مل جاتی ہے تو تار اور ٹیلیفون کے ذریعہ گواہی کیسے معتبر ہوسکتی ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم مصری ص ۳۵۷/ میں ہے: لو سمع من وراء الحجاب لایسعه ان یشهد لاحتمال ان یکون غیره اذاالنغمة تشبه النغمة.

ریڈیو اور ٹیلیویژن: میں تار وٹیلیفون سے زیادہ دشواریاں ہیں اس لئے کہ تار وٹیلیفون پر سوال وجواب بھی کر سکتے ہیں مگر ریڈیو اور ٹی وی پر کچھ بھی نہیں کر سکتے ۔

غرضیکہ یہ نئے آلات خبر پہنچانے میں تو کام آسکتے ہیں لیکن شہادتوں میں معتبر نہیں ہوسکتے ۔ یہی وجہ ہے کہ خط، تار، ٹیلیفون، ریڈیو اور ٹی وی کی خبروں پر کچہریوں (کورٹ) کے مقدموں کا فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ گواہوں کو حاضر ہوکر گواہی دینی پڑتی ہے پھر فیصلہ ہوتا ہے ۔

تعجب ہے کہ جب دنیوی جھگڑوں میں موجودہ کورٹ کا قانون ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ یا ٹیلیفون کے ذریعہ یا موبائیل کے ذریعہ گواہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر دینی امور میں شریعت کا قانون ان کے ذریعہ گواہی کیونکر مان سکتا ہے ۔

خدائے تعالیٰ ان ناسمجھ مسلمانوں کو اپنے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد گرامی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

جہاں سلطان اسلام اور قاضی شرع کوئی نہ ہوتو شہر کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ مفتی اس کا قائم مقام ہے اور جہاں کوئی مفتی نہ ہوتو عامہ مومنین کے سامنے چاند کی گواہی دی جائے ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۵۴۷)

☆☆☆

رویت ہلال از آل پاکستان کے استفتاء کا جواب

از: تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنرل محمد ایوب خان سابق صدر پاکستان کے دور میں پاکستان میں حکومت کی طرف سے ایک رویت ہلال کمیٹی قائم کی گئی تھی، جس کے ذمہ عید وبقر عید کے موقعوں پر ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھنا تھا اور پھر رویت ہلال کمیٹی کی تصدیق پر حکومت کی طرف سے چاند کی رویت کا اعلان کیا جاتا تھا ۔ ایک دفعہ عید کے موقع پر ۲۹/رمضان المبارک اس کمیٹی کے کچھ افراد ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھنے گئے ۔ مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان جاتے ہوئے ان افراد کو چاند نظر آگیا، اور انہوں نے اس کی اطلاع حکومت وقت کو دیدی جس کے نتیجے میں حکومت نے رویت ہلال کا اعلان کر دیا ۔ مگر پاکستان کے سنی علماء نے اس پر کوئی کان نہیں دھرا ۔ دنیائے اسلام کے بیشتر ممالک میں مفتیان کرام سے اس سلسلے میں فتویٰ مانگا گیا ۔ اور ایک استفتاء حضور مفتی اعظم کی خدمت میں بریلی شریف روانہ کیا گیا ۔ دنیا کے تقریباً تمام مفتیان کرام نے رویت ہلال کمیٹی کی تائید کی مگر حضور مفتی اعظم ہند نے اسے

www.sunnitableegijamaat.com

نہیں مانا اور اپنا فتویٰ صادر فرمایا۔ فرمایا کہ چاند کو زمین سے دیکھکر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے، اور جہاں چاند نظر نہ آئے، وہاں شرعی شہادت پر قاضی شرع حکم دیگا، چاند کو سطح زمین یا ایسی جگہ سے جو زمین سے ملی ہو وہاں سے دیکھنا چاہئے۔ رہا جہاز سے چاند دیکھنا تو یہ بالکل غلط ہے کیوں کہ چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا، اس لئے کہ کہیں چاند انتیس کو اور کہیں تیس کو نظر آتا ہے اور اگر جہاز سے چاند دیکھکر رویت کا اعلان درست ہوتا تو مزید بلندی پر جاکر چاند ۲۷/ ۲۸ تاریخ کو بھی نظر آسکتا ہے۔ تو کیا ۲۷/ ۲۸ کو چاند دیکھکر یہ حکم صادر کیا جاسکتا ہے کہ اگلے روز عید یا بقرعید جائز ہے؟ اسی طرح جہاز سے چاند دیکھکر یہ فتویٰ صادر کرنا کہ ۲۹/ کا چاند دیکھنا معتبر ہے بھلا کس طرح صحیح ہوگا؟ حضور مفتی اعظم کے اس فتویٰ کو پاکستان کے ہر اخبار میں جلی سرخیوں سے شائع کیا گیا اور اگلے ماہ ۲۷/ ۲۸ تاریخوں میں حکومت کی جانب سے اس بات کی تصدیق کرائی تو بلندی پر پرواز کرنے سے چاند نظر آگیا۔ تب حکومت پاکستان نے حضور مفتی اعظم ہند کے فتویٰ کو تسلیم کرکے رویت ہلال کمیٹی توڑ دی۔ اور وہاں کے تمام مفتیان کرام نے حضور مفتی اعظم ہند کے علم وفضل کے سامنے اپنی گردنیں جھکادیں۔ اور اس کے بعد ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھنے کا سلسلہ منسوخ کردیا گیا۔

(ماخوذ از: مفتی اعظم نمبر ماہنامہ استقامت کانپور)

رویت ہلال

فتویٰ از: حضور ملک العلماء امام العصر حضرت علامہ مفتی سید محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱) تار، ٹیلی فون، ریڈیو، جنتری، علم نجوم وہیات کی خبر پر یا ریڈیو کے نشری اعلان پر ۳۰/ شعبان المعظم کو یکم رمضان قرار دے کر روزہ رکھنا اور ۳۰/ رمضان المبارک کی صبح کو عید

کرنا جائز ہے جبکہ مطلع ابر آلود ہو؟

۲) ریڈیو سے یہ بات معلوم ہوئی کہ گذشتہ شعبان کی ۲۹ کی شام کو چار عالم صاحبان ہوائی جہاز سے پرواز کرکے چار ہزار فٹ کی بلندی پر گئے اور وہاں دوربین لگا کر چاند دیکھا۔ پھر اس دنیا میں واپس آکر اعلان کیا کہ ہم لوگوں نے چار ہزار کی بلندی پر جاکر دوربین سے چاند دیکھا ہے، اس لیے اے دنیا والو تم کل سے روزہ رکھو۔ یہ واقعہ کراچی کا ہے، کیا علمائے مذکورین کا یہ فعل شریعت مطہرہ کے موافق ہے، اور ان کے نشری فتویٰ کے مطابق ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں پر ۳۰/ شعبان کو روزہ رکھنا واجب ہے، جب کہ ۲۹/ کا دن گذار کر شام کو ہر جگہ مطلع ابر آلود تھا اور کہیں بھی رویت نہیں ہوئی اور جو لوگ اس حکم کو نہ مانے اس پر عندالشرع کوئی مواخذہ ہے اور جو اس اعلان پر روزہ رکھے، اس کا روزہ رمضان میں شمار ہوگا اور اسے اجر صوم کی امید رکھنی چاہیے اور پھر اس اعلان والا روزہ دار ۳۰/ دن پورا کرکے افطار کرے یا نشری روزہ کو چھوڑ کر ۳۰/ روزے پورے کرے جبکہ مطلع ابر آلود ہو؟

۳۔ ہماری بستی مونگیر اور بھاگلپور سے تیرہ تیرہ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں ۲۹/ شعبان کو مطلع ابر آلود تھا۔ بہت کوشش کی گئی مگر چاند نظر نہیں آیا۔ بلکہ کہیں سے بھی رویت کی خبر نہیں آئی۔ اس لیے ۳۰/ دن شعبان کا پورا کرکے لوگوں نے روزہ رکھا وہ اتوار کا دن تھا۔ اور ۳۰/ شعبان سنیچر کے دن چاند بھی نہیں دیکھا گیا تھا۔ اب ۲۹/ روزہ پورا کرکے شام کو مطلع ابر آلود تھا، کوشش بلیغ کرنے پر بھی چاند نظر نہیں آیا۔ سوموار کے دن ۳۰/ رمضان کی صبح کو قریب کے ایک دیہات سے کہ وہاں ریڈیو ہے خبر آئی ہے، کہ ڈھاکہ، ممبئی اور دہلی میں کل عید ہے، پھر ایک غیر معروف شخص ننگے سر ٹھیونے تک دھوتی باندھے داڑھی منڈائے سلطان گنج کی طرف سے آیا سڑک پر ہم لوگ کھڑے تھے، کہ اس نے سلام کیا اس سے چاند کی خبر پوچھی گئی تو بولا میں بردوان سے آرہا ہوں۔ بنڈل اسٹیشن کے قریب گاڑی پر ہم نے چاند دیکھا ہے۔ میرے ساتھ چھ سات آدمی اور تھے، چاند دیکھ کر افطار کیا وہ شخص اپنی سسرال جا رہا تھا، پھر چند منٹ کے بعد

www.sunnitableegijamaat.com

ایک شخص بھاگلپور سے آیا اس نے کہا کہ کل مغرب کے بعد میں نے لوگوں سے کہا کہ چاند ہو گیا ہے اور کل عید ہے، ان تینوں بیان کو سن کر بستی کے چند لوگوں نے کہا، کہ تب تو عید ہونی چاہیے، اس بستی کے رہنے والے ایک سنی عالم نے جو دونوں گواہی کے وقت موجود تھے اور تمام دینی امور میں ان کی رائے پر عمل ہوتا تھا فرمایا کہ ریڈیو اور تار وغیرہ کی خبر پر روزہ رکھنا اور افطار کرنا جائز نہیں ہے اور چونکہ پہلے شخص کی کوئی کیفیت معلوم نہیں ہے اور دوسرے شخص نے افواہی خبر بیان کی اس لیے انتیس روزہ کے بعد افطار جائز نہیں ہے۔ اس لیے عید نہ کی جائے، بستی کے پیش امام صاحب کے پوچھنے پر مولوی صاحب نے سب باتیں ان کو سمجھا دی تو انہوں نے بھی مولوی صاحب کی رائے کو تسلیم کر لیا اور بات طے ہو گئی، کہ عید نہ منائی جائے مولوی صاحب کے اس جگہ سے چلے جانے کے بعد بستی کے امرا نے پیش امام صاحب پر زور ڈالا کہ نماز پڑھا دیجیے، ورنہ ہم لوگ ضرور عید منائیں گے اور دوسرے امام سے نماز پڑھوائیں گے اور آپ کو ہمیشہ کے لیے امامت سے معزول کر دیں گے۔ مجبوراً امام صاحب نماز پڑھانے پر راضی ہوئے نماز پڑھا دی۔ نماز پڑھنے والوں میں بستی کے اکثر اشخاص شامل تھے۔ محض چند حضرات جنہوں نے افطار نہیں کیا اور مولوی صاحب کی رائے پر قائم رہے اور دوسرے روز مولوی صاحب کی اقتداء میں عید کی نماز ادا کی، جن کی تعداد چھوٹے بڑے ملا کر تقریباً پچاس تھی۔

اب دریافت طلب یہ ہے، کہ از روئے شرع شریف ان دو جماعتوں میں کون بر سرِ حق ہے، ۳۰ ررمضان کو عید منانے والی جماعت یا دوسرے دن افطار کرنے والی جماعت اور مولوی صاحب کا شہادت قبول نہ کرنا اور ریڈیو کی خبر کو قابل اعتبار نہ سمجھنا کہاں تک شریعت مطہرہ کے مطابق ہے اور پہلی جماعت یعنی امراء وعوام کا امام صاحب کو مجبور کر کے افطار کرانا شرع شریف کے موافق ہے اور مولوی صاحب نے جو روزہ رکھا اور لوگوں سے رکھوایا ان پر شریعت کا کیا مواخذہ ہے کیونکہ دوسرے دن خبر ملی کہ بعض جگہ رویت ہوئی چنانچہ مونگیر سے خبر آئی کہ وہاں رویت ہوئی تھی اور سوموار کے دن عید منائی گئی اور سوموار کے دن سوائے ریڈیو اور خبر واحد کے اس

بستی میں کوئی خبر رویت کی نہیں آئی۔

۴) دو صاحب اعتکاف میں تھے، انہوں نے پہلی جماعت یعنی پیش امام صاحب کے ساتھ افطار نہیں کیا اور مولوی صاحب کی رائے پر اعتکاف میں رہے اتنے میں بستی کی تیسری جماعت جو پیش امام کے ساتھ جمعہ وغیرہ نہیں پڑھتی ہے اور اس جماعت کے رئیس و سردار نے اتوار کے دن اعلان کر دیا تھا کہ کل چاند ہو یا نہ ہو ہم لوگ عید ضرور کریں گے واضح ہو کہ دوسرے گواہ صاحب اس تیسری جماعت کے ممبر ہیں اور جمعہ کی نماز اسی جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں جامع مسجد میں عید کی نماز ادا کرنے آئی اور نماز کی امامت کے لیے ایک حافظ کو لایا جو دوسری بستی کے رہنے والے ہیں ان معتکفین نے ان سے پوچھا کہ ہم کیا کریں، اعتکاف سے نکل جائیں۔ جیسا حکم دیجیے حافظ صاحب نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ اعتکاف سے نکل جایئے، ہاں نماز پڑھ لیجیے۔ چنانچہ دونوں صاحبوں نے روزہ رکھتے ہوئے نماز میں شریک ہوئے اور نماز کے بعد بھی افطار نہ کیا بلکہ دوسرے دن مولوی صاحب کی جماعت کے ساتھ نماز ادا کی، ان معتکفین کا اعتکاف کب تک رہا نماز پڑھنے کے بعد بھی روزہ رکھنا اور

دوسرے دن بروز سہ شنبہ عید کی

نماز پڑھنا اس کا کیا حکم ہے۔؟

۵۔ اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ مقدسہ میں تار، ٹیلی فون یا ریڈیو کا کوئی واقعہ ہوا ہے کہ حضرت قبلہ قدس سرہ نے ان کے عدم اعتبار کا فتویٰ دیا ہے، اور کسی سبب سے علماء حق اس کو عدمِ اعتبار سمجھتے ہیں، اور اب کہ پاکستانی علماء ریڈیو پر احکام شرعی خصوصاً رویت ہلال صوم و افطار کا اعلان کرتے ہیں تو پاکستان ہونے کی وجہ سے ان پر عمل واجب ہے جیسا کہ سوال نمبر ۱ میں عرض کیا ہے؟

۶۔ جمعہ کے خطبہ ثانی کے بعد دعا ماثورہ اللھم رب ھذہ الخ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اکثر لوگ منع کرتے ہیں۔ یونہی عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنی جائز ہے یا نہیں،

www.sunnitableegijamaat.com

جیسا کہ پنجگانہ اور جمعہ کی نمازوں میں دعا کی جاتی ہے۔

۷۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے، کہ اگر رمضان کا روزہ ایک گواہ کی گواہی سے رکھا جائے تو ۳۰/ روزہ پورا کرنے کے بعد بھی افطار جائز نہیں، عند الشیخین علیہما الرحمہ اور جائز ہے عند محمد رحمۃ اللہ علیہ اور یہاں تو ۲۹/ دن پورا کرکے افطار کیا گیا اور کرایا گیا، اب امراء وعوام اور بستی کے مولوی صاحب میں کون برسر حق ہے اور کس پر شریعت کا کیا مواخذہ ہے مطلع فرمائیں اور تیسری کے حافظ صاحب کا کہ اعتکاف میں رہتے ہوئے اور روزہ رکھتے ہوئے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور صاحبان اعتکاف کا اعتکاف پورا ہو گیا یا قضا کرنا ہوگا۔

بینوا و توجروا جزاکم اللہ خیر الجزاء وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

الراقم : حضور کا غلام

عزیز حسین عفی عنہ رضوی از موضع لکھنپور ڈاکخانہ اتر گنج

وایہ سلطان گنج ضلع بھاگلپور، ۲۱/ جولائی ۱۹۵۰ء جمعہ

الجواب: قبل تحریر جواب ان چند امور کا لکھنا مفید معلوم ہوتا ہے اور ان سے جواب مسائل پر کافی روشنی پڑے گی۔

۱۔ خداوند عالم فرماتا ہے فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ (رمضان شریف) پائے، ضرور اس کے روزے رکھے، یہ رمضان کا چاند دیکھے نہ کہ رمضان کو آسمان پر سے جا کر لائے، دوسری جگہ ارشاد ہوا ولتکملوا العدۃ اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو۔

۲۔ حدیث شریف میں صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر انتیس کو چاند کی رویت نہ ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

۳۔ پھر اس رویت میں علما کا اختلاف ہوا ہے، کہ اس رویت سے مراد ہر ملک کی رویت ان کے لیے یا ایک جگہ کی رویت تمام جگہوں کے لیے کافی ہے، علامہ زیلعی اور صاحب فیض اور عام شوافع کی یہی تحقیق ہے کہ ہر قوم کے لیے ان کی رویت درکار ہے، اور اس کی تائید درر میں کی ہے، حدیث کریب سے بھی اسی کی تصویب ہوتی ہے کہ انہوں نے مدینہ والوں کے لیے شام کی رویت نہیں مانی، شامی جلد دوم ص ۹۹ میں ہے:

وانما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنی انه هل یجب علی کل قوم اعتبار مطلعهم ولا یلزم احد العمل بمطلع غیره ام لا یعتبر اختلافه المطالع بل یجب العمل بالاسق روية حتی لورؤی فی المشرق لیلة الجمعة فی المغرب لیلة السبت وجب علی اهل المغرب العمل بمارأہ اهل المشرق فقیل بالاول واعتمده الزیلعی وصاحب الفیض و هو الصحیح عندالشافعیة لان کل قوم مخاطبون بما عندهم کما فی اوقات الصلوٰة وایده فی الدرر بما مر من عدم وجوب العشا و الوتر علی فاقد و قتهما، وظاهر الروایة الثانی وهو المعتمد عندنا وعند المالکیة والحنابلة لتعلق الخطاب عاما بمطلق الروية فی حدیث صوموا لرویته الخ

جن کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یہ سب بحث ہی بیکار ہے، ان کے نزدیک یہ بات البتہ تحقیق طلب ہے۔ مگر وہ بھی لکھتے ہیں۔ فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب یعنی جن علماء کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں، ان کے نزدیک اہل مشرق پر روزہ رکھنا اور روزہ کھولنا فرض ہے۔ اہل مغرب کی رویت پر مگر یہ اسی صورت میں، کہ یہ رویت بطریق موجب ثابت ہو۔ علامہ

www.sunnitableegijamaat.com

شامی درمختار کی اس عبارت کی شرح میں حلبی شرح درمختار سے نقل کرتے ہیں۔

او شہدا علی حکم القاضی اویستفیض الخیر بخلاف ما اذا اخبران اہل بلدۃ کذا رأوہ لانہ حکایۃ۔طریق موجب کی صورت یہ ہے، کہ دو آدمی گواہی دیں۔ جو مقبول الشہادت ہوں، کہ ہم نے چاند دیکھا، یا اس امر پر گواہی دیں، کہ لوگوں نے چاند دیکھا اور فلاں قاضی اسلام کے پاس انہوں نے گواہی چاند دیکھنے کی دی اور قاضی اسلام نے ان گواہوں کو ثقہ مقبول الشہادۃ جان کر ان کی گواہی قبول کی اور مسلمانوں کو روزہ رکھنے یا روزہ کھولنے کا حکم دیا، یا رویت ہلال کی خبر شہر میں عام طور پر مشہور ہو یعنی متعدد جماعتیں آئیں اور وہ سب چاند دیکھنا بیان کریں ،تو البتہ یہ صورتیں چاند ہونے کی ہیں۔لیکن اگر دو شخصوں نے آ کر کہاں فلاں جگہ لوگوں نے چاند دیکھا ،تو اس کا کوئی وزن نہیں اس لیے کہ یہ حکایت ہے نہ شہادت۔

۴۔ رویت ہلال عید و رمضان کے لیے شہادت کی ضرورت ہے نہ صرف خبر و حکایت اور ظاہر ہے، کہ تار ٹیلیفون ریڈیو یہ سب چیزیں خبر دینے کے لیے بنائی گئیں اور اسی غرض سے استعمال ہوتی ہیں۔آج تک کوئی شخص ثبوت نہیں دے سکتا کہ فلاں شہر فلاں دیوانی یا فوجداری کے مقدمات میں گواہان حاضر نہیں ہوئے صرف اپنے اپنے مقامات سے تار بھیج دیا کرتے ہیں یا ٹیلیفون یا ریڈیو سے بول دیا کرتے ہیں اور جج یا مجسٹریٹ اس خبر پر مقدمات فیصل کیا کرتا ہو، تار ٹیلیفون ریڈیو کی خبروں پر سر منڈانے والے حضرات کو اپنے کسی اہم مقدمے میں تار ٹیلیفون ریڈیو پر گواہی دلوا کر دیکھ لیں کہ کیا حشر ہوتا ہے اور اس وقت ان کو کج بحثی کا نتیجہ معلوم ہوگا اور سمجھیں گے کہ علماء کرام صحیح فرماتے تھے۔یہ خبر محض کے لیے نہ شہادت کے لیے ہوں اور اہم مقدمات تو بڑی چیز ہیں معمولی الیکشن میں ووٹ کے لائق ہی یہ چیزیں نہیں، جہاں بوگس ووٹ دیے جانے کا ہر شخص کو علم ہے وہیں ہر حال اسلام و مسلمان کہ ایسی بے قدر و بے اثر چیز پر دین کا دارومدار رکھتے ہیں اور علماء سمجھاتے ہیں تو ان سے کج بحثی کرتے ہیں۔ابھی زیادہ دن

آئندہ الیکشن کو نہیں، تار، ٹیلیفون، ریڈیو کے پرستار الیکشن میں کھڑے ہوں اور ووٹروں کو پولنگ اسٹیشن تک آنے کی زحمت نہ دیں، جہاں جہاں ہیں وہیں سے تار ،ٹیلیفون پر ووٹ دینے یا ریڈیو سے ووٹ کا اعلان کرنے کی کوشش کریں۔اس کے بعد عدم کامیابی پر تار ،ٹیلیفون، ریڈیو کی حقیقت اور اس کی قدر و منزلت اس کی سمجھ میں آجائے گی۔اس وقت علم الیقین ہوگا، کہ یہ چیزیں گواہی اور اہم امور کے لیے نہیں ہیں۔یہ محض خبر دینے کے آلات ہیں۔

۵۔ کراچی کی جدت سے آج کل کے اخبار کے کالم گونج رہے ہیں، اخبار صدق ہفتہ وار لکھنؤ نے دو خبروں میں اس پر روشنی ڈالی ہے، نمبر۹ جمعہ ۱۳/رمضان المبارک مطابق ۳/جون ۵۰ء صفحہ ۳ کالم نمبر۱، پر ہے۔غلط روشن خیالی: ’’کراچی ۱۷/جون کل بعد نماز مغرب یہاں علما نے ہوائی جہاز پر بیٹھ کر بادلوں کے اوپر سے رمضان کا چاند دیکھا اور اپنی مجلس پوری کر کے پونے نو بجے شب کو انہوں نے اعلان کیا کہ پہلا روزہ آج سنیچر کو ہوگا۔‘‘

اگر صورت واقعہ یہی ہے جو خبر میں درج ہوئی، تو سمجھ لینا چاہیے کہ آج سے شریعت میں ایک نئے فتنہ کا دروازہ کھل گیا اور اسلام کی اس سادہ اور فطری اور سہل الحصول تفہیم کے کہ جہاں اور جب اپنی معمولی آنکھوں سے چاند کو دیکھ لو روزہ رکھ لو کے خلاف ایک نیا محاذ قائم ہوگیا۔اسلام ہرگز اپنے پیروؤں کو اس کا مکلف نہیں کرتا کہ وہ احکام شریعت کی تعمیل کے لیے جنتریوں اور ہیئت و فلکیات کے حسابوں کے اور دوربینوں ہوائی جہازوں اور مشینوں کے محتاج ہو جائیں اگر کل کوئی مشین ایسی ایجاد ہوگئی، جس سے پہلی کا چاند خواہ وہ فضا کے کسی حصہ میں دکھائی دینے لگے، تو کیا تمیں کی رویت کا احتمال ہی باطل کر دیا جائے گا اور رویت مستقل طور پر ۲۹/ہی کی مان لی جائے گی۔پھر اخبار نمبر۱۱، جمعہ ۲۷/رمضان المبارک ۶۹ھ مطابق ۱۴/جولائی صفحہ/۳، کالم/۲پر ہے۔

نئی بلند پروازی :دکن ٹائمز کے مکتوب لاہور سے جمعہ ۱۶/جون ۲۹/شعبان کو لاہور میں رویت ہوئی، نہیں البتہ کراچی سے خبر آئی، کہ وہاں کے بعض علماء نے ہوائی جہاز

www.sunnitableegijamaat.com

سے کراچی سے ۵۰ میل مغرب کا سفر کر کے ۱۵ ہزار فٹ کی بلندی پر چاند کی رویت کر لی ہے اور رات کے نو بجے سنیچر کے روزے کا حکم دے دیا۔ لاہور کی رویت ہلال کمیٹی نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور بالکل صحیح انکار کیا۔ کراچی ہی کی رویت کے لاہور پر حجت ہونے میں کلام ہے، چہ جائیکہ جو رویت کراچی سے پچاس میل مغرب کا سفر کر کے کی جائے، وہ بھی زمین پر سے دو چار سو فٹ بلند ٹیلہ پر بھی نہیں۔ بلکہ ۱۵ ہزار فٹ اونچے ہو کر ایسی عجیب و غریب رویت تو خود کراچی میں بھی حجت نہیں ہو سکتی تھی، چہ جائیکہ اس سے مشرق کے کسی علاقہ میں شریعت سورج کے طلوع و غروب اور چاند کے طلوع و غروب کے تو بالکل سیدھے حساب ہیں حیرت ہے کہ انہیں چھوڑ کر اتنے تکلفات کی کسی کو سوجھی کیسے، علماء کی کہاں تو وہ قدامت پرستی تھی اور کہاں اب یہ روشن خیالی اور بلند پروازی!

فقیر غفرلہ المولی القدیر کہتا ہے، کہ سائل نے سوال نمبر ۵ میں چار ہزار فٹ کی بلندی پر جا کر چاند دیکھنا لکھا اور اس اخبار اور دوسرے اخباروں میں پندرہ ہزار فٹ کی بلندی پر چاند دیکھنا لکھا، چار ہزار ہو یا پندرہ یا بیس ہزار بلندی پر اڑ کر چاند دیکھنا یہ علماء کا کام نہیں ہو سکتا، نہ ایسی مہمل بے فائدہ بات وہ کر سکیں ہاں مولانا ٹائپ کے لوگوں نے کیا ہو تو عجیب نہیں۔ ایسے لوگ نہ قابل توجہ نہ ان کا فعل کوئی دلیل شرعی اور اگر ہوائی جہاز پر سوار ہو کر چاند کی زیارت کرنے والے واقعی عالم ہوتے، تو اپنے اوپر فرض سمجھتے کہ اسی ہوائی جہاز پر لاہور تشریف لاتے اور وہاں علماء کے پاس چاند دیکھنے کی گواہیاں دیتے، دہلی آتے وہاں کے مستند علماء کے حضور گواہیاں دیتے، پٹنہ آتے، کلکتہ مدراس جاتے، بغرض جہاں تک موقع ہوتا ہوائی جہاز سے شہروں میں پہنچتے اور اپنی رویت کی گواہی دیتے، تاکہ اول سب مقامات میں یہی رویت بطریق موجب کا ثبوت ہوتا اور ان سب جگہوں میں بھی عید کرنے کا حکم دیا جاتا۔ لیکن جب ایسا نہیں کیا تو نمبر ۱) یا تو وہ سرے سے مستند علماء ہی نہ تھے۔ ۲) اگر واقعی علماء تھے، تو اس رویت کو کراچی کے سوا دوسری جگہوں کے لیے مؤثر نہ جانا۔ اسی لیے گواہیاں نہ دیں، رہا ریڈیو کے ذریعہ اعلان یہ کوئی ثبوت شرعی نہیں۔ اس لیے

خود لاہور کے علماء کرام نے نہ مانا اور نہ کوئی عالم دین اس کے ثبوت شرعی ہونے کا فتویٰ دے سکتا ہے، یہ صرف عامیانہ غوغا ہے ویسے اب ان امور کو پیش نظر رکھنے کے بعد سوالات مسائل کا نمبر وار جواب ملاحظہ ہو۔

۱۔ تار، ٹیلیفون، ریڈیو جنتری علم نجوم ہیئت کی خبر ریڈیو کے نشری اعلان پر رمضان یا عید منانا روزہ رکھنا یا رکھے ہوئے روزوں کو افطار کرنا قطعاً ناجائز ہے درمختار میں ہے:

ولا عبرة بقول الموقتين ولو عدولا على المذهب قال في الوهبانية وقول اولى التوقيت ليس بموجب.

علامہ ردالمحتار جلد ۲، ص ۹۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔ **ای فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لا یعتبر قولهم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب تفسدو فی النهر فلا یلزم بقول الموقتين انه ای الهلال یکون فی السماء لیلة کذاوان کانوا عدولا فی الصحیح کما فی الایضاح۔**

اور اس مسئلہ کی پوری تحقیق و تفصیل مع فتاویٰ اشہر مشاہیر علماء ہندوستان رسالہ جامع الاقوال فی رویۃ الہلال میں ہے۔ جو مولوی قاضی محمد رئیس صاحب فاضل شمسی سے پٹنہ محلہ مرادپور رحمانی ہوٹل مکتبہ دینیہ کے پتہ سے مل سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ دنیا میں جہاں بہت سی مہملات و تضیع اوقات کے کام ہوتے ہیں۔

از انجملہ ایک یہ بھی ہے شرعاً اس کا کوئی وزن واثر نہیں، جب تک کہ وہ دیکھنے والے حضرات خود اپنی گواہیاں علماء دین کے سامنے نہ بیان کریں اور علماء کرام ان کو مقبول الشہادۃ ان کی گواہیاں مان کر اس پر حکم شرعی نہ دیں۔ ان لوگوں کا اس کو بذریعہ ریڈیو نشر کرنا یا اخبارات کے ذریعہ شائع کرنا بے فائدہ بے اثر بات ہے جو اس کو نہ مانے، اس پر کوئی الزام نہیں اور جن لوگوں نے روزہ رکھا بے ثبوت روزہ رکھنا ہوا، جو قابل اعتبار نہیں۔ روزہ رکھنا اس وقت فرض ہوتا ہے۔ جب خود چاند دیکھے یا چاند کا ثبوت بوجہ شرعی ہو ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.sunnitableegijamaat.com

۳۔ جب لکھن پور والوں نے روز یکشنبہ ۲۹ / رمضان کو چاند نہ دیکھا نہ ان کے پاس کہیں سے ثبوت پہنچا، تو ان پر ۳۰ / دن پورے روزہ رکھنا ضرور ہوا، ۳۰ / رمضان کی صبح کو جس دیہات میں ریڈیو تھا، وہاں سے اس خبر کا آنا کہ ڈھاکہ، ممبئی، دہلی میں کل عید ہے یہ بالکل بے وزن بات ہے۔ اولاً اس کا دارومدار ریڈیو کی خبر خود نا معتبر اور خبر رویت اس طرح کہ: خود بے اثر عبارت اوپر گذری بخلاف ما اذا اخبران اهل بلدة كذار أوه۔ اسی طرح غیر معروف داڑھی منڈا شخص کا کہنا کہ میں نے گاڑی پر بنڈل اسٹیشن کے قریب چاند دیکھا نا مقبول۔

اس کے ساتھ چھ سات آدمی نہیں چھ سات سو آدمی تھے۔ یہ بیان ہی تو اس کا ہے، یہ چھ سات آدمیوں کا بیان تو ہوگا۔ پھر تیسرے شخص کا جو بھاگلپور سے آ رہا تھا، یہ کہنا کہ کل مغرب کے بعد مَیں نے لوگوں سے سنا کہ چاند ہو گیا ہے، یہ بھی نا قابل قبول ہے، کہ رویت ہلال کی گواہی نہیں، بلکہ سماعت خبر کی گواہی ہے۔ ان عالم صاحب نے بہت ٹھیک کیا، کہ نہ ریڈیو کی خبر پر اعتماد کیا نہ ان تینوں نا قابل قبول حکایتوں کا اعتبار کیا، اور روزہ کھولنے کا حکم نہ دیا۔ یہی حکم شرعی ہے اور یہی ہر عالم دین کو کرنا چاہیے تھا۔ لبستی کے پیش امام صاحب نے سخت غلطی کی، کہ چند پیسے والوں کا منہ دیکھ کر حکم الٰہی کے خلاف کیا۔ مسلمانوں کو چاہیے، کہ جب اپنی اس قبیح حرکت سے علانیہ توبہ نہ کریں، مسلمان ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ ایسے بد بخت لوگوں کے لیے وعید یشترون بایات اللہ ثمنا قلیلا وارد ہے۔ معاذ اللہ جن مسلمانوں نے لبستی کے عالم کی رائے کے مطابق نماز عید پڑھی۔ انہوں نے شریعت کے مطابق کیا، خداوند عالم ان کو جزائے خیر دے اور جنہوں نے اس کے خلاف کیا۔ خدا اور رسول کے مقابلے میں امراء اور پیسہ والوں کی بات کو مانا، انہوں نے اسلام کا طریقہ چھوڑ کر یہودیوں کی خصلت اختیار کی، ان کے نقش قدم پر چلے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توبہ کی توفیق دے۔

اس جگہ یہ خیال ضرور ہو سکتا ہے، کہ ان مولوی صاحب کی رائے واقع میں غلط تھی اور

امرا اور پیسہ والوں کا خیال واقع کے مطابق تھا۔ اس لیے کہ واقعی اتوار کے دن چاند ہوا اور دو شنبہ ہی کے دن عام شہروں میں عید کی نماز پڑھی گئی تو یہ خیال صحیح نہیں ہے، شریعت مطہرہ نے چاند ہونے پر مدار نہیں رکھا، بلکہ ثبوت شرعی پر۔ درمختار کی شرح شامی وحلبی کی عبارت اوپر گذری اذا ثبت عندهم روية اولئک بطريق موجب یعنی دوسری جگہ چاند ہونے پر رمضان و عید الفطر کا اس وقت حکم دیا جائے گا، جبکہ ان لوگوں کا چاند دیکھنا بطریق موجب ثابت ہو، جس کی تفصیل اوپر گذری، ورنہ نہیں، ہر عاقل جس کو خداوند عالم نے عقل سے ذرا بھی حصہ دیا ہے، وہ سمجھتا ہے۔

ایک جگہ قتل واقع ہوا، ایک آدمی مدعا علیہ ٹھہرایا گیا اور بالفرض وہی قاتل ہے۔ مگر محض مقتول ہونے سے قاتل کو پھانسی نہیں دی جا سکتی ہے، جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے، کہ اسی نے قتل کیا ہے۔ جب تک اس کا ثبوت نہ ہوگا۔ محض قتل ہو جانے سے مدعا علیہ پھانسی نہیں دیا جا سکتا۔ اسی لیے بارہا ایسا ہوتا ہے۔ دو ججوں کے سامنے قتل کے مقدمے پیش ہوئے، جن کے نزدیک ثبوت کافی قتل کا گذرا، وہ پھانسی کا حکم دیتا ہے۔ جس کے سامنے ثبوت جرم نہیں ہوا وہ رہا کیا جاتا ہے۔ اب کوئی سر پھرا یہ کہتا پھرے، کہ واقعی میں قتل تو ہوا پھر بھی قاتل کو رہا کیا گیا تو ہر شخص یہی کہے گا، کہ ہوش کی دوا کر قتل کا ثبوت کہاں ہوا پھر کس بنا پر حاکم پھانسی کا حکم دیتا بعینہ یہی صورت یہاں پٹنہ بھاگلپور مونگیر اور پچاس شہروں کی ہے۔ لوگوں نے چاند دیکھا یا چاند دیکھے جانے کا ثبوت قابل وثوق ملا ان سب جگہوں میں عید کی نماز پڑھنا درست لکھن پور والوں نے نہ چاند دیکھا نہ ان لوگوں کے پاس دوسری جگہ چاند ہونے کا ثبوت قابل وثوق شرع بہم پہنچا اس لیے ان لوگوں کو عید کرنا ناجائز: جس نے کیا بے دلیل کیا بے ثبوت خلاف حکم شرع کیا۔

۴۔ جن دو صاحبوں نے اعتکاف کیا تھا اور حافظ صاحب کے اس مشورہ پر عمل کیا، کہ مَیں نہیں کہتا کہ اعتکاف سے نکل جائے، نماز پڑھ لیجیے۔ چنانچہ روزہ رکھے رہے اور نماز عید ادا کر لیا اپنے بھولے پن اور سادہ لوح ہونے کا ثبوت دیا ان کو سمجھنا چاہیے، کہ وہ

www.sunnitableegijamaat.com

دن ان کے نزدیک عید کا ہے یا رمضان کا اگر رمضان کا ہے۔ پھر نماز کیسی اور اگر عید ہے پھر روزہ اور اعتکاف کیسا۔ کسی نے اپنے معشوق کی تعریف اور عیاری کے بیان میں کہا تھا۔ مگر وہ ان سیدھے سادے لوگوں پر صادق ہے۔

معشوق ما بشیوۂ عشوہ گری خوش است

با ما شراب خورد و بہ آید نماز کرد

اللہ تعالیٰ ایسے سیدھے سادے بزرگوں کو جنت میں داخل فرمائے اور ان کی برکت سے ہم جیسے گنہگاروں کے گناہ بخشے۔ اس زمانہ میں بھی ایسے مقدس لوگوں کا وجود واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ اعلیحضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تار وغیرہ کے مسائل پر پانچ رسائل تحریر فرمائے اور وہ سب چھپ چکے ہیں ان سب کو منگوا کر دیکھ سکتے ہیں، بہت ہی کارآمد رسالے ہیں جو اہر معلومات کے ذخیرے ان میں ہیں۔

نمبرا: ازکی الاھلال بابطال ما احدث الناس فی امر الھلال، مطبوعہ بریلی یہ رسالہ جناب سید ایوب علی صاحب مالک رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی شریف سے ملے گا۔

نمبر۲: البدو رالاجلہ فی امورالاھلہ

نمبر۳: نورالادلہ للبدو رالاھلہ

نمبر۴: رفع العلۃ عن نوالادلہ

یہ تینوں رسالے لاہور میں چھپے ہیں۔ مگر یہ سب بھی جناب سید ایوب علی صاحب کے ذریعہ مل سکیں گے۔

نمبر۵: طرق اثبات الہلال:۔ یہ بہت جامع رسالہ ہے، جو رسالہ ٔ جامع الاقوال فی رویۃ الہلال ٗ کے ساتھ طبع ہوا ہے۔ یہ رسالہ پٹنہ محلّہ سبزی باغ رحمانیہ ہوٹل مکتبہ دینیہ قاضی مولوی محمد رئیس صاحب سے بقیمت ۱۲/ ملے گا۔ حکم شرع حقائق و واقعات پر ہوتا ہے، نہ محض

نام ونمود پر مسلمان دل خوش کرنے کو پاکستان نام رکھیں یا مکہ مدینہ کہہ لیں۔ لیکن غریب پاکستان خود اپنے دل ہی دل شرمندہ ہوتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ: ع من آنم کہ من دانم۔ یہ بات بھی رونے کی ہے، کہ ہندوستان کی حکومت دعویٰ سیکولر ہونے کا کرتی ہے اور ایک ایک بات ہندوازم کی رواج دی جارہی ہے اور اسلامی باتوں حتی کہ مسجدوں کو بھی توڑ رہی ہے یا بت خانہ بنارہی ہے اور آئے دن جو کچھ کررہی ہے اس سے اخبار میں شخص ناواقف نہیں اور پاکستانی حکومت مذہبی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے مگر ایک بات کی بھی اصلاح نہیں کرتی نہ شراب روکتی ہے نہ زنا کاری نہ رشوت نہ سنیما بازی اور جب ان کی طرف توجہ کرتی ہے تو ایسی اٹران کی باتیں کرتی ہے۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر۶: حدیث شریف میں ہے اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام اس لیے اذان ثانی کے بعد علمانے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو منع لکھا ہے۔ صرف دل ہی دل میں دعا کرنی چاہیے۔ واللہ اعلم

نمبر۷: شریعت کے مطابق جس نے کیا وہ برحق ہے رہا کس نے کیا اس کی تفصیل اوپر گذری حاجت اعادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔ بستی کے ان سنی عالم نے جو فتویٰ دیا صحیح اور جو کچھ کہا درست اللہ تعالیٰ سب مسلمانان قریہ کو اس عالم کے فتویٰ پر چلنے کی ہدایت فرمائے آمین۔ واللہ اعلم۔

محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ

ظفر منزل محلّہ شاہ گنج پٹنہ نمبر ۲

(ماخوذ: جہان ملک العلماء، مطبوعہ انجمن برکات رضا ممبئی ۲؁)

☆☆☆

www.sunnitableegijamaat.com

ہلال عید اور ریڈیو کی خبر

عوام بہت سی جگہ دہلی وغیرہ کے ریڈیو پر کچھ صاحبان کے اعلان پر ۲۹؍ ہی کو عید کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو خصوصیت سے اس پر توجہ دینا چاہئے کہ روزہ رکھنا اور نہ رکھنا، رکھ کر توڑ دینا، نماز عید پڑھنا خالص دینی احکام ہیں۔ ان کو روزمرہ کے معمولات اور نجی کاروبار پر قیاس کرنا غلط ہے۔ اس میں اللہ عزوجل اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو طریقہ بتایا ہے، اس کی پابندی ضروری ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک بار ۲۹؍ رمضان کو عہد نبوی میں شوال کا چاند نظر نہیں آیا۔ تو صحابہ کرام نے دوسرے دن روزہ رکھا، پھر دوپہر بعد کچھ سوار خدمت اقدس میں آئے اور انہوں نے یہ بتایا کہ ہم نے کل چاند دیکھا ہے۔ اور اس کی گواہی دی کہ ہم نے کل چاند دیکھا ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دن روزہ توڑنے کا حکم دیا۔ (طحاوی: ص ۱۸۸، جلد ۱۔ مشکوۃ: ص ۲۲۸، جلد ۱ بحوالہ ابوداؤد و نسائی)

صحابہ کرام سے زیادہ سچا اس دور میں کون ہے۔ مگر عید کے چاند کے سلسلے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی بات بغیر گواہی کے قبول نہیں فرمائی۔ تو آج کسی کی بھی صرف خبر کیسے قابل قبول ہوگی۔ جب تک کہ وہ گواہی نہ دے، پھر محض ریڈیو پر کسی مولوی کا اعلان کیسے قابل قبول ہوگا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد کریب شعبان میں دمشق گئے تھے۔ رمضان میں واپس آئے، اور حضرت ابن عباس کو یہ بتایا کہ دمشق میں انتیس شعبان جمعہ کو لوگوں نے چاند دیکھا ہے، اور اسی حساب سے وہاں کے لوگوں نے اور خود حضرت معاویہ نے روزہ رکھنا شروع کیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کریب سے پوچھا: تم نے چاند دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں اور لوگوں نے دیکھا ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے اس کو (۳۰؍ شعبان) سنیچر کو

دیکھا ہے۔ اسی حساب سے روزہ رکھیں گے۔ یہاں تک کہ تیس کی گنتی پوری کرلیں۔ یا ۲۹؍ کو چاند دیکھ لیں۔ اس پر کریب نے کہا کہ کیا آپ کو حضرت معاویہ کا دیکھنا اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: نہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ (ترمذی: ص ۸۷، جلد ۱)

مسلمان غور کریں! کریب جلیل القدر تابعی ہیں، وہ خبر دے رہے ہیں کہ دمشق میں چاند ہوگیا ہے۔ رویت عام ہوئی، صحابی رسول سلطان وقت حضرت معاویہ نے بھی چاند دیکھا ہے، اور اسی حساب سے وہ روزہ رکھ رہے ہیں، مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسے قبول نہیں فرماتے تو پھر آج کل کے کسی مولوی یا امام کا دور دراز شہروں سے ریڈیو پر یہ اعلان کرنا کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا ہے، دوسری جگہوں میں یہ کیسے قابل قبول ہوسکتا ہے۔ اسی بناء پر فقہا نے فرمایا:

لا لو شهدوا برؤية غيرهم لانه حكاية. (درمختار ص: ۹۴ جلد ۲)

اگر کچھ لوگ دوسروں کے چاند دیکھنے کی گواہی دیں تو معتبر نہیں، اس لئے کہ یہ حکایت ہے۔ غور کیجئے! عادل متدین اشخاص سامنے موجود ہوتے ہوئے یہ گواہی دے رہے ہیں کہ فلاں جگہ کے لوگوں نے چاند دیکھا ہے۔ مگر یہ معتبر نہیں تو دور دراز شہر سے کسی ایک شخص کا اعلان کیسے معتبر ہوگا۔ ریڈیو، ٹیلیفون کی خبروں پر جو لوگ ۲۹؍ کا چاند مان کر دوسرے دن روزہ نہ رکھیں، یا روزہ رکھ کر توڑ دیں گے، اور نماز عید پڑھ لیں گے وہ ایک نہیں چار گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

اول: غیر شرعی طریقہ کو شرعی طریقہ جان کر اعتماد کیا۔

دوم: دوسرے دن تیس رمضان کو روزہ فرض تھا، اسے چھوڑا، یا روزہ رکھ کر توڑا۔

سوم: اس دن نماز عید کے نام سے جو نماز پڑھی، وہ وقت نہ ہونے کی وجہ سے نماز عید نہ ہوئی، اور جس خاص ترکیب کے ساتھ جو نماز پڑھی ویسی کوئی نماز نفل مشروع نہیں تو

www.sunnitableegijamaat.com

ایک غیر سنی فعل کو عبادت سمجھ کرادا کیا۔

چہارم: اس گمان پر کہ ہم نماز عید پڑھ چکے ہیں ۔ پہلی شوال کو نماز عید نہ پڑھی جو واجب تھی۔

اس طرح واجب کو ترک کیا تیسویں شب کو تراویح نہیں پڑھی، تو اس سے محرومی اوت تداعی کے ساتھ نفل نماز پڑھیں، یہ مزید برآں۔

مذکورہ بالا باتوں کو بغور پڑھئے اور حکم شرعی میں اپنی سمجھ سے مداخلت کرکے ان گناہوں سے بچئے ۔اس موقع پر کچھ لوگ یہ پروپیگنڈہ کرکے روزہ توڑ ڈالتے ہیں کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ یہ صحیح ہے کہ عید کے دن روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ناجائز و گناہ ہے۔لیکن پہلے یہ ثابت تو ہو لے کہ یہ دن عید کا ہے، جب یہ ثابت ہی نہیں کہ یہ دن عید کا ہے تو روزہ کی ممانعت کا پروپیگنڈہ ہی غلط ہے۔مزید اطمینان کے لئے گذارش ہے کہ ایک جگہ والوں کو دوسری جگہ والوں کی رویت پر اعتماد کرکے روزہ چھوڑنا یا توڑنا نماز عید پڑھنی اسی وقت جائز ہے۔ جب شریعت کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق ثبوت ملے، اور اس ثبوت کے صرف پانچ طریقے ہیں: عینی شاہدوں کی شہادت، شہادت علی الشہادۃ، شہادت علی القضا، کتاب القاضی الی القاضی، استفاضہ۔

شامی جلد۲ص ۹۶/میں ہے:

کان یتحمل اثنان الشھادۃ او یشھدوا علیٰ حکم القاضی او استفاض الخبر بخلاف ماذا اخبر ان اھل بلدۃ کذارواہ لانہ حکایۃ.

یعنی دو شخص گواہی دیں یا دو شخص قاضی کے فیصلے کی گواہی دیں یا استفاضہ خبر ہو جائے ۔بخلاف اس کے دو شخصوں نے یہ خبر دی کہ فلاں شہر کے لوگوں نے چاند دیکھا ہے، اس کا اعتبار نہیں، اس لئے کہ یہ حکایت ہے۔

ریڈیو میں صرف یہی ہوتا ہے کہ کوئی ایک شخص خبر دیتا ہے کہ فلاں جگہ چاند ہوا۔نہ

اس خبر میں خبر دینے والا سامنے موجود ہوتا ہے،اور نہ دو ہوتے ہیں،اور نہ دو گواہی دیتے ہیں، پھر اس کے معتبر ہونے کا سوال نہیں ۔کہیں کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ گاؤں کے بے پڑھے لکھے، سرمایہ دار، ذی اثر حتیٰ کہ بعض مسجدوں کے عہدیداران امام کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ تیس رمضان کو نماز عید پڑھائے ورنہ امامت سے الگ کر دیا جائے گا۔ملازمت کے لالچ میں بہت سے خدا ناترس اماموں نے روزہ رکھ کر نماز عید پڑھائی ہے۔عوام کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس صورت میں نماز عید قطعاً نہیں ہوئی ۔ان کی ضد اور ہٹ تو پوری ہوئی، مگر سب لوگ نماز عید سے محروم رہے، ائمۂ مساجد پر فرض ہے کہ وہ خدا کا خوف کریں ۔رزاق، مسجد کے ممبران نہیں، اللہ عزوجل ہے۔ایسے موقع پر استقامت اختیار کریں۔ اور ریڈیو کی خبر پر ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھائیں ۔انشاء اللہ !اللہ کی مدد ان کے شامل حال ہوگی۔ واللہ اعلم۔

(ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اپریل ۱۹۸۸ء ص: ۷تا۹)

☆☆☆

ریڈیو وغیرہ کی خبر پر

عید منانے کے نقصانات

از: شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

ہر سال عید کے موقع پر ریڈیو کے ذریعہ چاند کے اعلان پر پورے ملک میں ہنگامے کھڑے ہو جاتے ہیں اور امسال خصوصیت سے بہت زیادہ شورش مچی، جس کے نتیجے میں دارالافتاء میں اس سلسلے میں سوالات کی بھرمار ہوگئی۔اس لئے میں نے ضروری جانا کہ اس موضوع پر ایک مفصل مدلل مضمون شائع کر دیا جائے ۔اسی جذبے کے تحت مندرجہ ذیل سطور سپرد قلم کر رہا ہوں ۔امید ہے کہ جو دین دار انصاف پسند ان سطور کو پڑھے گا وہ پورے

www.sunnitableegijamaat.com

طور سے مطمئن ہو جائے گا۔

(۱) روزہ، نماز عید اور تراویح خالص عبادات ہیں۔ شریعت نے ان کے لئے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ نہ وقت سے پہلے ادا ہوں گے، نہ وقت کے بعد۔ روزے اور تراویح کے لئے رمضان کا مہینہ مقرر فرمایا، اور صدقہ فطر نماز عید کے وجوب کے لئے پہلی شوال۔

(۲) اوقات مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ اوقات جاننے کا طریقہ بھی مقرر فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

صوموا لرویته و افطروا لرویته فان غم علیکم فاکملوا

(بخاری و مسلم)

ترجمہ: چاند دیکھ کر روزہ رکھو چاند دیکھ کر روزہ چھوڑو۔ اگر انتیس ۲۹ کو چاند نظر نہ آئے تو تیس ۳۰ دن پورے کرو۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

انا امة امیة لانکتب ولانحسب الشهر هکذا هکذا یعنی مرة تسعا وعشرین ومرة ثلاثین۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: ہم حساب و کتاب نہیں کرتے، مہینہ ایسے ایسے ہے، اپنے دست مبارک کی دسوں انگلیوں کو کھول کر دست مبارک اوپر اٹھائے اور نیچے کیا تیسری بار ایک انگوٹھا دبا لیا، یعنی کبھی انتیس کبھی تیس کا۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اسلامی مہینوں کی ابتداء و انتہا چاند دیکھنے سے ہوتی ہے یا تیس دن پورے ہونے پر۔ یہی شارع علیہ السلام نے متعین فرمایا ہے۔ اہل ہیئت و توقیت و نجوم و جیوتش کے حساب و کتاب کا قطعاً اعتبار نہیں۔

(۳) یہ بھی ظاہر ہے کہ ان احادیث کا مطلب یہ نہیں کہ جب تک ہر شخص چاند

دیکھ نہ لے نہ روزہ رکھے، نہ چھوڑے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب چاند کا دیکھنا بطریق شرعی ثابت ہو جائے تو جن لوگوں نے نہیں دیکھا ہے وہ بھی اس کے مطابق عمل کریں۔

(۴) چاند کے ثبوت کے آٹھ طریقے ہیں، جن سب کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے رسالہ مبارکہ "طرق اثبات ہلال" میں جمع فرما دیا ہے۔ اس وقت ان سب طریقوں کو بیان کرنا ہمارا مقصود نہیں۔ ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ دوسرے شہر کے رویت کی خبر بذریعہ ریڈیو یا ٹیلیفون آئے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ دوسری جگہ کی خبر کیسے معتبر ہوگی۔ اس سلسلے میں ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی میں ایک حدیث ہے، پہلے اسے ذہن نشین کر لیں:

اغمی علینا هلال شوال فاصبحنا صیاما فجاء رکب من آخر النهار فشهدوا عند النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انهم رأوا الهلال بالأمس فامرهم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان یفطروا وان یخرجوا الیٰ عیدهم من الغد.

ترجمہ: ایک دفعہ شوال کا چاند ۲۹ کو دکھائی نہیں دیا۔ تو ہم نے دوسرے دن روزہ رکھا۔ دن کے آخر حصہ میں کچھ سوار آئے، پھر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور گواہی دی کہ ہم لوگوں نے چاند کل دیکھا ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگ روزہ توڑ دیں اور کل عید کے لئے نکلیں گے۔

اب یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ آنے والے صحابہ کرام تھے۔ جن کا جھوٹ بولنا وہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور شرعاً ممکن نہیں، وہ بھی صرف ایک صاحب نہیں تھے، پوری جماعت تھی۔ اس لئے کہ رکب دس سے زائد سوار کو کہا جاتا ہے تو اتنا متعین ہو گیا کہ کم از کم دس صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دے رہے ہیں کہ ہم نے کل چاند دیکھا ہے۔ مگر ان کی یہ خبر شہادت کے بعد ہی شوال کے چاند کے بارے میں قبول

www.sunnitableegijamaat.com

ہوئی۔تو پھر آج کل کے ماوشما کی خبر بغیر شہادت عید کے چاند کے سلسلے میں کب قابل اعتبار ہوگی۔ریڈیو،ٹیلیفون،ٹی وی کی خبر کا کیا ٹھکانہ۔

(۵) جب دوسری جگہ کی رویت کے معتبر ہونے کے لئے شہادت بحکم حدیث شرط ہوئی تو شہادت اور گواہی کے تمام لوازم ضروری ہوگئے مثلاً عینی شاہد ہونا، یعنی گواہ نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہو،اب اگر گواہ نے خود چاند نہیں دیکھا ہے۔یہ گواہی دیتا ہے کہ فلاں جگہ فلاں فلاں یا سب لوگوں نے چاند دیکھا ہے تو معتبر نہیں اس لئے کہ یہ شہادت نہ ہوئی، حکایت اور واقعہ بیان کرنا ہوا۔

درمختار میں فرمایا:

لا لو شهدوا برویة غیرهم لانه حکایة.

اگر دوسرے لوگوں کے چاند دیکھنے کی گواہی دیں تو معتبر نہیں اس لئے کہ یہ حکایت ہے۔اور یہی عالمگیری وغیرہ میں بھی ہے،اور یہ بات خود دنیوی کچہریوں میں بھی ہے۔کسی معاملے میں گواہ اگر یہ گواہی دے کہ جو لوگ واقعے کے چشم دید گواہ ہیں انہوں نے مجھے بتایا تو یہ گواہی رد کردی جائے گی۔پھر عبادات وہ بھی فرائض وواجبات میں اتنی ڈھیل کیسے ہوسکتی ہے کہ محض حکایت کافی ہو۔خصوصاً جبکہ حدیث سے ثابت کہ اس میں شہادت شرط ہے۔یونہی گواہوں کا عادل ہونا اور بقدر نصاب ہونا لازم ہے۔ارشاد ہے:

واشهدوا ذوی عدل منکم۔(طلاق، پارہ ۲۸ ع ۱۷۔آیہ۲)

تم میں کے چند عادل گواہی دیں۔

اور فرمایا:

واستشهدوا شهیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتان ممن ترضون من الشهداء(بقرہ۔ آیت ۲۸۲)

اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بناؤ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں

کو گواہ بناؤ،اپنے گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو۔

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ کسی بھی معاملے میں گواہی اس وقت معتبر ہوگی جب گواہ کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، جو سب کے سب مسلمان عادل ثقہ متدین ہوں نیز یہ بھی شرط ہے کہ عینی شاہد خود قاضی مفتی کے پاس حاضر ہوکر گواہی دے۔دور دراز شہروں سے اپنے گھر بیٹھے گواہی کیا معتبر ہوگی۔مجلس قضا میں پردے کی اوٹ سے گواہی معتبر نہیں۔

(۶) ان تفصیلات سے ظاہر ہوگیا کہ ریڈیو،ٹی وی کی خبر رویت ہلال کے سلسلے میں بالکلیہ ساقط الاعتبار ہے۔اولاً: یہ صرف ایک خبر ہے شہادت نہیں۔ثانیاً: صرف ایک شخص کی خبر ہے۔ثالثاً: ریڈیو پر اعلان کرنے والا عموماً غیر مسلم ورنہ فاسق ضرور ہوتے ہیں۔رابعاً: یہ خود چاند نہیں دیکھتا یہ اعلان کرتا ہے کہ فلاں جگہ چاند دیکھا گیا،فلاں امام یا مولوی نے یہ اعلان کرایا۔خامساً: قاضی یا مفتی کے پاس موجود نہیں،میلوں کی دوری سے بول رہا ہے۔

(۷) ٹیلیفون کا بھی یہی حال ہے کہ وہ صرف ایک خبر ہوتی ہے اور اگر کوئی عادل ثقہ ٹیلیفون پر گواہی بھی دے تو بھی غیر معتبر کہ اولاً: یہ صرف ایک شخص ہے۔ثانیاً: روبرو حاضر نہیں پس پردہ دوری سے بول رہا ہے۔

(۸) اب بات بالکل واضح ہوگئی کہ اگر انتیس رمضان کو ریڈیو سے یہ خبر نشر ہو یا ٹیلیفون سے کوئی یہ کہے کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا۔فلاں امام یا مولانا نے تسلیم کرلیا، اور انہوں نے اعلان کردیا ہے کہ کل یکم شوال ہے،تو یہ خبر شرعی اعتبار سے قطعاً ساقط وناقابل اعتبار ہے۔اس پر اعتماد کرکے دوسرے دن روزہ نہ رکھنا اور نماز عید پڑھنی ناجائز وگناہ، نہ صرف ایک گناہ بلکہ اکٹھے چار گناہوں کا ارتکاب ہے۔اول: یہ کہ غیر شرعی طریقے کو شرعی طریقہ جان کر اس پر اعتماد کیا۔دوم: دوسرے دن تیس رمضان تھی۔اس لئے اس دن روزہ رکھنا فرض تھا روزہ نہ رکھا یا رکھ کر توڑ دیا تو فرض کو چھوڑ دیا۔سوم: نماز عید کے نام سے جو نماز

www.sunnitableegijamaat.com

پڑھی وہ وقت نہ ہونے کی وجہ سے نماز عید نہ ہوئی نفل ہوئی۔نماز عید جس خاص ہیئت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، یعنی زائد تکبیروں کے ساتھ ویسی کوئی نفل نماز مشروع نہیں تو یہ بنام نماز ایک لا یعنی فعل میں مشغولیت ہوئی۔درمختار میں ہے:

لانه اشتغال بما لایصح.

چہارم: اس گمان پر کہ نماز عید پڑھ چکے ہیں۔یکم شوال کو نہیں پڑھی اور نماز عید واجب ہے، جسے چھوڑ دیا۔پھر تیس رمضان کی تراویح سے محرومی اور تداعی کے ساتھ نفل کی ادائیگی مزید برآں۔

(۹) ریڈیو اور ٹیلیفون کی خبر پر روزہ سے روکنے والے روزہ توڑنے والے بڑے زور و شور سے یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔اس پر انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ جبکہ بہ طریق شرعی یہ ثابت ہو جائے کہ یہ عید کا دن ہے تو اس دن روزہ رکھنا ضرور مکروہ تحریمی ہے، حرام قطعی نہیں۔اگرچہ کبھی کبھی فقہاء مکروہ تحریمی پر بھی حرام کا اطلاق کر دیتے ہیں۔

درمختار میں ہے: **والمکروہ تحریما کالعیدین.**

لیکن جب ۲۹/رمضان کے چاند کا ثبوت بہ طریق شرعی نہ ہو تو دوسرے دن بلا شبہ تیس رمضان ہے۔

حدیث گذر چکی ہے:

فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین.

جب نظر نہ آئے یا اس کا شرعی ثبوت نہ ملے تو ۳۰ کی گنتی پوری کرو۔

اور آپ نے دیکھا کہ اس دن روزہ چھوڑنے یا توڑنے اور نماز عید پڑھنے میں اکٹھے چار گناہوں کا ارتکاب لازم آتا ہے۔تو یہ کونسی عقلمندی اور دینداری ہے کہ اس توہم پر کہ یہ عید کا دن ہے، کراہت سے بچنے کے لئے چار چار گناہوں کا ارتکاب کیا جائے۔

(۱۰) کچھ لوگ یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ نجی معاملات میں ریڈیو ٹیلیفون کی خبر پر سب اعتماد کرتے ہیں۔پھر چاند کے معاملے میں کیوں معتبر نہیں؟ اس کے جواب کی طرف ہم نے ابتداء ہی میں اشارہ کر دیا ہے روزہ اور نماز اور عید خالص عبادات ہیں۔اور ان کے اوقات کی تعیین اور شناخت کا طریقہ خود شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیا ہے۔اس میں ترمیم اور تبدیل کا ہمیں یا کسی کو کوئی حق نہیں۔شارع علیہ السلام نے جیسے بتایا ہے اسی کے مطابق عمل واجب ہے۔حدیث گذر چکی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسری جگہ سے آئی ہوئی خبر پر شہادت کے بعد اعتماد فرمایا۔حالانکہ دوسرے نجی معاملات میں ایک شخص کی خبر پر اعتماد فرما لیتے تھے۔مثلاً کسی کی بیماری موت وغیرہ میں۔پھر کیا وجہ تھی کہ رویت ہلال کی خبر پر بغیر شہادت کے اعتماد نہیں فرمایا۔ہم اس کے مکلف ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے۔کیوں ایسا حکم ہے اس کے جاننے کے ہم مکلف نہیں۔

علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کسی نے چاند دیکھا مگر کسی وجہ سے اس کی گواہی قاضی نے رد کر دی تو اسے جائز نہیں کہ دوسرے دن روزہ چھوڑے اور نماز عید پڑھے، واجب ہے کہ روزہ رکھے۔

عالمگیری میں ہے:

رجل رای هلال الفطرة ولم تقبل شهادته کان علیه ان یصوم فان افطر کان علیه القضاء دون الکفارة کذا فی فتاویٰ قاضی خان.

ایک شخص نے عید الفطر کا چاند دیکھا اور گواہی دی اور اس کی گواہی قبول نہ ہوئی تو اس پر واجب ہے کہ روزہ رکھے۔اگر روزہ نہیں رکھا تو اس پر قضا واجب ہے، البتہ کفارہ نہیں۔

بلکہ اگر گواہی نہ دی تو بھی اس پر دوسرے دن روزہ رکھنا واجب ہے۔اسی میں اس کے پہلے ہے: **فمن راه وحده لا یفطر اخذا بالاحتیاط فی العبادة فان افطر قضاه**

www.sunnitableegijamaat.com

ولا كفارة عليه.

ترجمہ: جس نے عیدالفطر کا چاند تنہا دیکھا تو دوسرے دن روزہ نہ چھوڑے عبادت میں احتیاط کرتے ہوئے۔ اگر روزہ نہیں رکھا تو اس کی قضا کرے۔ البتہ اس پر کفارہ نہیں۔

للہ انصاف: اس نے خود چاند دیکھا۔ اسے یقین ہے کہ کل یکم شوال ہے، روزعید ہے۔ مگر علماء فرماتے ہیں عبادت کے معاملے میں احتیاط لازم ہے۔ اس لئے وہ روزہ رکھے۔ یہ نہیں فرماتے کہ عید کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس لئے روزہ نہ رکھے بلکہ روزہ رکھنے کو واجب فرماتے ہیں۔ حتیٰ کہ نہ رکھنے پر قضا کا حکم دیتے ہیں۔ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنے میں جو قوت ہے، وہ ریڈیو ٹیلیفون کی خبر میں کبھی نہیں۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ تو یہاں بدرجہ اولیٰ روزہ رکھنا واجب ہوگا۔

پھر اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی بات پر ہر شخص عمل کرتا ہے۔ مگر روزے اور عید کے معاملے میں قاضی کا قبول کرنا، اور اس کا حکم دینا ضروری قرار دیا گیا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ یہ خالص عبادت کا معاملہ ہے۔ اس میں شارع علیہ السلام کی اتباع ضروری ہے۔ صحابہ کرام نے ان سواروں سے سن کر روزہ نہیں توڑا جب تک گواہی لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم نہیں فرمایا۔

اس طرح مسلمانوں پر لازم ہے کہ کوئی خبر سن کر خود روزہ نہ توڑیں، عید نہ کریں۔ جب تک کہ شہر کا قاضی یا مفتی اعلان نہ کرے۔ اور قاضی مفتی اس کا پابند ہے کہ دوسری جگہ کی آئی ہوئی خبر بغیر شہادت شرعیہ کے نہ قبول کرے۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان صحابہ کرام کی خبر شہادت کے بعد قبول فرمائی۔

یاایها الذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منكم. (سورہ نساء، پ۵، ع۵، آیت۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی، اور اپنے میں سے امر والے کی۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست
ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضاجوئی
وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی

(ماخوذ: مقالات شارح بخاری)

☆☆☆☆☆☆

کیا ٹی۔وی میں اسلامک پروگرام دیکھنا جائز ہے؟

از: مفتی محمد کوثر علی رضوی، مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

سوال: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) ٹی۔وی چینل میں اسلامک پروگرام دیکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ کچھ حضرات اسلامک پروگرام کو جائز کہتے ہیں اور دیکھنے دکھانے پر زور دیتے ہیں ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) سی۔ڈی، مووی جس میں پکچر آتا ہے اور نعت وتقریر یا قوالی وغیرہ اس سے سنائی دیتا ہے اسے دیکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) سی۔ڈی میں علماء ومشائخ کی تصویر قید کرکے اسے دکھانا دیکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

نوٹ: اس فتویٰ پر حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی تصدیق ضروری ہے۔

المستفتی

محمد عمران رضا، دھنباد، جھارکھنڈ

www.sunnitableegijamaat.com

جواب: الجواب بعون الملک العزیز الوھاب ٹی۔وی چینل میں اسلامک پروگرام ہوں یا غیر اسلامک دیکھنا و دکھانا ناجائز و گناہ ہے کہ اس میں جاندار کی تصویر چھپتی اور دکھائی دیتی ہیں، اور جاندار کی تصویر کی بابت حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا اور اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا، اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں، اور ان کے دور کرنے، مٹانے کا حکم دیا۔ احادیث اس بارے میں حد تواتر ہیں۔ اور جس طرح تصویر بنانا، بنوانا ناجائز و گناہ ہے، اسی طرح تصویر دیکھنا، دکھانا ناجائز و گناہ ہے، بلکہ تصویر کے دوسرے وجوہ استعمال بھی ناجائز ہیں۔

ٹی۔وی اور موی میں جو تصویریں بنائی جاتی ہیں وہ ان میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ہی بنائی جاتی ہیں، اگر یہ نہ دیکھیں اور ٹی۔وی ویڈیو کا استعمال نہ کریں تو ان تصویروں کو کوئی دوکوڑی کو نہیں پوچھے گا اور نہ کوئی ان کو بنانے کی جرأت کرے گا، اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ دینی پروگرام ٹی۔وی اور ویڈیو پر جائز ہے، یہ محض شیطان کا ایک دھوکہ ہے، اور شیطان کا ایک حیلہ ہے کہ اس حیلے سے اس نے لوگوں کو ایک فعل حرام میں مبتلا کردیا ہے، اس سے بڑھ کر ایک خرابی شیطان نے یہ ڈالی کہ حرام کو پہلے لوگ حرام سمجھتے تھے، اب جائز سمجھنے لگے ہیں، حضور مفتی اعظم ہند کے زمانے میں ایک فلم ''خانہ خدا'' نکلی تھی، اس میں حج وغیرہ کا پروگرام دکھایا جاتا تھا، اس بارے میں حضور مفتی اعظم ہند نے ارشاد فرمایا، ''دین کو تماشہ بنانا جائز نہیں''۔ اور اب جو لوگ اس قسم کا فتویٰ دے رہے ہیں کہ تصویر دیکھنا اور ہے، اور تصویر بنانا اور ہے، بنانا حرام ہے اور دیکھنا جائز ہی نہیں بلکہ نہایت مستحسن ہے۔ ان کے قول اور فتوے میں تناقض ہے اور ان کا یہ فتویٰ صراحۃً حضور سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے متصادم ہے، اور کھلے طور پر دین کو تماشہ بنانا ہے، اس کی اجازت نہ اعلیٰ حضرت نے دی اور نہ ہی حضور مفتی اعظم ہند نے بلکہ آج بھی ہمارے اکابر علماء اہلسنت ٹی۔وی اور موی کو دیکھنے پر ناجائز و حرام کا حکم دیتے ہیں، اور ٹی۔وی کے جو مضر

اثرات ہیں اس سے لوگوں کو آگاہ کراتے ہیں۔

لہٰذا صورت مستفسرہ میں ٹی۔وی چینل میں کوئی پروگرام ہو، اس پر ذی روح کی تصویر دیکھنا، دکھلانا مثل سنیما حرام، بدانجام بلکہ سنیما سے زیادہ خرابیوں پر مشتمل کام ہے کہ یہ ایک قسم کی تصویر کشی اور صورت گری ہے۔ اس کی شریعت محمدی میں ہرگز اجازت نہیں، اور اس میں علت حرمت یعنی مضاھاۃ خلق اللہ بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں، اس لئے کہ یہ تصویر جانداروں کی طرح چلتی پھرتی کلام کرتی نظر آتی ہے، اور رائی ان کو جاندار ہی تصور کرتا ہے، (چاہے حقیقۃً ایسا نہ ہو) جب ساکت اور غیر متحرک تصاویر مضاھاۃ خلق اللہ کی وجہ سے حرام ہے اور جو لوگ اس کو جائز کہتے ہیں اور دیکھنے دکھانے پر زور دیتے ہیں، تو یہ تصاویر بدرجہ اولیٰ دائرہ حرمت میں داخل ہیں۔ اور جو لوگ اس کو جائز کہتے ہیں اور دیکھنے دکھانے پر زور دیتے ہیں، وہ وہ غلط روش پر ہیں، اس سے باز آئیں اور اپنے قول سے رجوع کرکے توبہ و استغفار کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) سی۔ڈی اور موی جس میں پکچر آتا ہے اس کا بھی وہی حکم ہے۔ جو جواب اول میں مذکور و مسطور ہوا۔ یعنی سی۔ڈی اور موی میں پکچر دیکھنا ناجائز و حرام ہے، ہاں اسکرین بند کرکے صرف نعت و تقریر سنے تو یہ جائز ہے۔ اور قوالی سننا ناجائز و ممنوع ہے کہ اس میں مزامیر کی آواز ہوتی ہے اور مزامیر کی آواز حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سی۔ڈی میں علمائے کرام و مشائخ عظام یا دیگر لوگوں کی تصاویر قید کرکے دیکھنا دکھانا، یہ بھی ناجائز و گناہ ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانا، بنوانا خواہ کیمرہ کے ذریعہ سی۔ڈی میں قید کریں یا کسی طریقے سے بنائی جائے اور محفوظ کرے اگر نتیجہ میں تصویر وجود میں آئی تو وہ فعل ضرور حرام ہوگا، اور یہ کھینچنا بہ نص شرعی حرام ہے اور اس کی حرمت پر احادیث کثیرہ شاہد ہیں۔ مزید تفصیل سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے رسالہ مبارکہ ''عطایا القدیر فی حکم التصویر'' اور قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ مفتی محمد

www.sunnitableegijamaat.com

اختر رضا خاں قادری ازہری دام ظلہ العالی کے رسالہ بنام ''ٹی۔وی اور ویڈیو کا آپریشن'' میں ملاحظہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد کوثر علی رضوی

مرکزی دارالافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف ۱۹ ر شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ

صحیح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ والقوی

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے فتوے پر تبصرہ

تبصرہ نگار: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد قمرالزماں نوری شیخ الحدیث دارالعلوم فیضان مفتی اعظم پھول گلی، ممبئی ۳

برادران اہلسنت! مرکزی دارالافتاء بریلی شریف جو حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب قادری ازہری مدظلہ العالی کی سرپرستی میں ازہری منزل میں قائم ہے۔ اسی مرکزی دارالافتاء سے یہ فتویٰ مفتی کوثر علی رضوی نے لکھا ہے اور اس پر قاضی عبدالرحیم بستوی صاحب کا تصدیقی دستخط بھی موجود ہے۔ سائل نے تو نوٹ لگا کر حضور تاج الشریعہ کے دستخط کا مطالبہ کیا ہے، مگر تاج الشریعہ کے بجائے قاضی عبدالرحیم بستوی صاحب کا دستخط ہے اور یہ فتویٰ ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کے دسمبر ۲۰۰۹ء کے شمارہ میں چھپ چکا ہے۔ اور اس فتوے میں مفتی صاحب نے حدیث پاک سے دلیل دیکر ثابت کردیا ہے کہ ٹی وی میں اسلامی پروگرام بھی دیکھنا دکھانا حرام ہے اور اس کے جواز کے قائل کو لتاڑتے ہوئے لکھا ہے کہ اب جو لوگ اس قسم کا فتویٰ دے رہے ہیں کہ تصویر دیکھنا اور ہے اور تصویر بنانا اور ہے، بنانا حرام ہے اور دیکھنا جائز ہی نہیں بلکہ نہایت مستحسن ہے۔ اور ان کے قول اور فتوے میں تناقض

ہے اور ان کا یہ فتویٰ صراحۃً حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سے متصادم ہے اور کھلے طور پر دین کا تماشہ بنانا ہے''۔

برادران اہلسنت! وہ کون لوگ ہیں جو دین کو تماشہ بنا رہے ہیں اور حرام کو جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن اور باعث اجر و ثواب کہہ کر قوم کو گمراہ کر رہے ہیں؟ یہ ہیں پاکستانی تحریک دعوت اسلامی کے لوگ اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے مولوی مبارک حسین اشرفی و مولوی بدر عالم مصباحی و مولوی نسیم وغیرہم ابھی گذشتہ ماہ شعبان المعظم میں مولوی مبارک حسین و بدر عالم و نسیم تینوں نے اے آر وائی ٹی۔وی چینل پر براجمان ہو کر لوگوں کو اپنا درشن کراتے ہوئے بڑے ہی شد و مد اور یقین و وثوق کے ساتھ اے آر وائی ٹی وی چینل کو اور الیکٹرانک میڈیا کو اللہ تعالیٰ کی نعمت کہا اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ اپنے بچوں کو مدنی ٹی وی چینل دیکھنے تاکید کریں۔ (معاذاللہ رب العالمین) مسلمانوں! ذرا سوچو یہ اشرفیہ والے مسلمانوں کو کدھر لے جا رہے ہیں؟ ہدایت کی طرف یا گمراہی کی طرف؟ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے فتویٰ کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کریں۔ اور ایسے مولویوں سے دور رہیں جو شریعت کی حرام کردہ چیز کو حلال اور باعث ثواب کہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اپنے پیارے نبی کی شریعت پر عمل کرنے اور حرام کو حرام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

www.sunnitableegijamaat.com

دارالعلوم فیضان مفتی اعظم
کی مخلصانہ اپیل

دارالعلوم فیضان مفتی اعظم مسلک اہل سنت وجماعت (مسلک اعلیٰ حضرت) کا یہ عظیم الشان ادارہ جو سرزمین ممبئی پر دینی وملی خدمات میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ دارالعلوم ہذا عظمت رسول اعظم ﷺ اور مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان، ہزاروں عاشقان رسول کی نگاہوں کا مرکز، بزرگوں کی تمناؤں اور آرزوؤں کا گلستان سینکڑوں تشنگان علم وعرفان کے لئے بہتا ہوا علم آبشار رہے جسکی لگاتار جدوجہد اور بے مثال قربانیوں سے ممبئی جیسے شہر کو عشق ومحبت علم وعمل کا گلشن بنا کر ہزاروں قلوب وارواح کو معطر کردیا ہے آج بحمدہ تعالیٰ اس ادارہ میں درس نظامی، مولوی، عالم، فاضل اور دورحدیث کے ساتھ ساتھ شعبہ حفظ وقرات وشعبہ امامت کا بھی انتظام ہے۔ دارالعلوم ہذا کے طلبہ کے لئے مفت قیام وطعام، علاج ومعالجہ اور دیگر ضرورتوں کا خاص انتظام خود ادارہ کرتا ہے۔ قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لیے ازدواجی زندگی کو شرعی نقطہ نگاہ سے گذارنے کے لیے ادارہ ہذا میں رضوی نوری دارالافتاء والقضاء کا اہم شعبہ بھی قائم ہے۔ جہاں سے عوام اہلسنت فیضیاب ہورہے ہیں۔ اس طرح یہ ادارہ اور دارالافتاء شہزادۂ سید العلماء حضور نظمی میاں صاحب قبلہ وخلیفۂ حضور مفتی اعظم حضور سراج ملت صاحب قبلہ کی سرپرستی میں اپنی منزل کی طرف نہایت تیزی کے ساتھ رواں دواں ہے۔ لہٰذا آیئے! اپنے اس عظیم ادارے کو عظیم تر بنانے کے لیے ہم سب قدم سے قدم ملا کر منزل کی طرف پیش قدمی کریں اور دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر اعتبار سے اس ادارے کا تعاون کریں۔ خصوصاً زکوٰۃ وفطرات وعطیات اور چرمہائے قربانی کے وقت آپ اپنے محبوب ادارہ دارالعلوم فیضان مفتی اعظم کو ضرور یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کے صدقے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

اپیل کنندگان:

اراکین انجمن برکات رضا، دارالعلوم فیضان مفتی اعظم

پھول گلی ممبئی ۳

مناجات

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑیں مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدار حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منھ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شور دار وگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جود وعطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سید بے سایہ کے ظل لوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حساب خندۂ بے جا رلائیں
چشم گریان شفیع مرتجیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط
آفتاب ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سر شمشیر پہ چلنا پڑے
رب سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائیں نیک ہم تجھ سے کریں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائیں
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

www.sunnitableegijamaat.com